اردو اور بلوچستان کی نثری عشقیہ داستانوں کے کرداروں میں مماثلت

عطیہ فیض بلوچ[1]

Abstract:

"Story telling is one the main aspects of literary world. Its origin is the origin of human life evolution. Story telling is available in every language literature and their characters reflect their own culture and social norms. In Baluchistan, the story telling of all the three major local languages, viz. Bravhi, Baluchi and Pashtoo are at par with Urdu story telling. The character of both have so many common attributes. Al-though, there should have been differences, in the literary style of both the languages, but, there is much similarity among their characters. Which indicates that, in story telling characters, the writers have common vision; that's why their characters seem as same."

کسی بھی صنف میں کرداروں کی افادیت سے انکار ممکن نہیں کیونکہ کردار ہی اس صنف کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں ۔ شاعری میں عاشق ، معشوق اور رقیب جیسے کرداروں سے اشعار کی بنیاد رکھی جاتی ہے تو نثر میں ہیرو، ہیروئن ، ماں،باپ ،بہن ،بھائی ، دوست ، دشمن جیسے کردارکہانیوں کے لیے اہم ہو تے ہیں۔ یہ کردار دنیا کے تقریباًتمام اصناف میں موجود ہیں اور ان میں مماثلت بھی پا ئی جاتی ہے۔ مماثلت کے زاویے سے اردو کی عشقیہ داستانوں اور بلوچستان کی تینوں بڑی زبانوں (براہوی ،بلوچی اور پشتو) کی عشقیہ داستانوں کو دیکھا جا ئے تو ان کے کرداروں میں کافی حد تک مماثلت ہے۔ اردو کی عشقیہ داستانوں میں بادشاہ کا کردار لازماً موجود ہے۔ میرامن کے "باغ وبہار"میں آزاد بخت بادشاہ چاروں درویشوں سے ملتا ہے۔ "مذہب عشق" میں بادشاہ زین الملو ک کا کردار اہمیت کاحامل ہے ۔ داستان "گل صنوبر " کی ابتدا بادشاہ شمشاد لعل پوش کے نام سے ہوتی ہے ۔ ْشکنتلا ٗراجہ دشمنت کی کہانی ہے۔ انشائے نورتن میں بغداد کے ایک کنجوس بادشاہ کاکردار کہانی میں موجود ہے۔ ملک ختن کے شہر مینو سواد کے بادشاہ فیروز بخت کی کہانی "فسانہ عجائب " میں رجب علی بیگ سرور یوں درج کرتے ہیں کہ ساٹھ سال کی عمر میں پہنچ کراولاد کی نعمت پاتاہے ۔ سر زمین چین کے عدل پسند بادشاہ کی کتھا "سروش سخن " میں سید فخر الدین حسین دہلوی سناتے ہیں۔ " سب رس میں قصے کی ابتدا بادشاہ کی توصیف سے یوں ہوتی ہے:

> ’’ایک شہر تھا اس شہر کا ناوں سیستان اس سیتان کے بادشاہ کی ناوں عقل دین ودنیا کا تمام کام اس سے چلتا۔‘‘(۱)

بادشاہ کا کردا ر اردو استانوں کی ابتدا ئیہ کے لیے لازم رکھا گیا تھا تا کہ ہر داستان کی کہانی کی تہیں اس بادشاہ کے ذکر کے بعد کھل سکیں یہ کردار نام کی حد تک داستانوں کا حصہ ہے۔ اسی تناظر میں بلوچستان کی عشقیہ داستانوں کو دیکھیں تو براہوئی زبان کی داستانیں ، اردو داستانوں کے ساتھ کافی حد تک مماثلت رکھتی ہیں ۔ ان کے کردار آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ بادشاہ اور ملکہ کا تذکرہ تقریباًہر کہانی کو بنیاد فراہم کرتاہے براہوی زبان کی داستان "انمول پری"بادشاہ کی لاولدی سے شروع ہوتی ہے۔ داستان "پکارنگ " ،"بادشاہ اورکسان" ،"قسمت اور نصیب"، "چترپٹ بادشاہ"،"جاتو"،"لعل بادشاہ وبی بی کتور"وغیرہ بالخصوص وہ داستانیں ہیں ۔ جن میں بادشاہ کا ذکر لازماً کیا گیا ہے اور انھی کے ذکر سے کہانی آگے بڑھتی ہے۔ بادشاہ کےکردار کے حوالے سے

---

[1]پی ایچ ڈی سکالر، بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ

بلوچی وپشتوداستانوں کا جائزہ لیا جائے تو ان میں لفظ بادشاہ کا استعمال نہیں کیا گیا لیکن ہیرو یاہیرو ئن کا باپ اپنے قبیلے ، علاقے کا سردار ضرور ہوتاہے جو سلطنت کی مانند اپنا علاقہ رکھتا ہے ۔ پشتون عشقیہ داستان "موسیٰ خان وگل مکئی" میں دونوں مرکز ی کرداروں کے باپ اپنے علاقے کے ملک ہوتے ہیں ۔ اور "مومن خان وشیرنیو"میں دونوں کے باپ اپنے علاقے کے خان رہے ہیں اس داستان کی ابتداہی یوں ہوتی ہے کہ کسی زمانے میں دوبھا ئی تھے جو اپنے علاقے کے خوانین میں سے تھے ۔ جب کہ "فتح خان ورابعہ"میں فتح خان کا باپ اسلم خان بادشاہ کا درجہ رکھتا ہے اس قصے میں اسلم خان کا تعارف کچھ یوں کیا جاتا ہے کہ ایک بادشاہ تھا۔ جس کا نام اسلم خان تھا وہ قوم کابڑیس(بڑیچ) تھا۔ اس کا پا یۂ تخت کلابس (قلعہ بست) تھا۔ براہوی وپشتو(بلوچستان کی پشتو داستانیں)داستانوں کی طرح یہاں کی بلوچی داستانیں بھی کرداروں کے حوالے سے اردو داستانوں کے مماثل ہیں۔ بلوچ قبائل میں میرا ورسردار بادشاہ کا درجہ رکھتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ داستانوں میں ان کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ بلوچی داستان "عزت ومہرک میں مہرک کا باپ سالک اپنےعلاقے کا رئیس ہوتا ہے۔ بیبرگ وگراناز" میں گراناز کاباپ حاکم قند ھار ہوتاہے۔"حانی وشہ مرید" میں شہ مرید کا باپ شہ مبارک بلوچوں کے روحانی پیشوا کا درجہ رکھتا ہے ۔ حانی وشہ مرید کے قصہ عشق کی ابتدا ہی سرداروں کے درمیان قول وقرار کی مجلس سے ہوتی ہے۔ بادشاہ وملکہ کا ذکر اردو داستانوں میں براہ راست موجود ہے جب کہ انھی کرداروں کو پشتو،بلوچی داستانوں میں رئیس ، سردار ،خان اور ملک کے ناموں سے روشناس کروایا گیا ہے تا ہم یہ کردا ر کسی نہ کسی صورت داستانوں کا حصہ ضرور ہے۔

تمام داستانوں میں ایک کردار ایسا ہے۔ جو کہانی کو آگے لے کر چلتا ہے اس کی خوشی پر سب کچھ خوش اور اس کی تکلیف پر سب غم زدہ ہوتے ہیں اس خاصیت کی بنا پر اسے دیگر کرداروں پر فوقیت حاصل ہے۔ یہ مرکزی کردار داستان کا ہیرو ہے۔ جو تمام خوبیوں کا مرقع ہوتا ہے شاذہی کوئی خامی اس میں پائی جائے۔ اردو داستان قصہ اگر گل کا لعل شہزادہ جو بڑی منتوں مرادوں کے بعد پیدا ہوتا ہے انتہا ئی حسین وجمیل اور ہرقسم کی خوبی سے لیس ہوتا ہے میرا نشا اللہ خاں انشا کنور اودےبھان کی وجا ہت یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ پندرہ یا سولہ برس کا دکھا ئی دیتا ہے لیکن حُسن میں یکتا وبے مثال ہے۔ فسانہ عجا ئب کا ہیرو جان عالم ،اپنے نام کی طرح اسم بامسمیٰ، حسن ایسا کہ چاند بھی اسے دیکھنے کی تاب نہیں رکھتا تھا عجائب القصص کا مرکزی کردار شجاع الشمس ناصرف حسن میں یکتا بلکہ بہت سے علوم اور آلات موسیقی میں بھی ماہر تھا۔ مذہب عشق کا تاج الملوک کاحسن ایسا کہ باپ کی نظر پڑتے ہی آنکھوں کی بنیائی کھو بیٹھتا ہے۔ یہ مرکزی کردار ہر قسم کی خامی سے مبرا ہوتے ہیں۔ بلوچستان کی عشقیہ داستانوں کے مرکزی کرداریعنی ہیرو بھی یہ تمام خوبیاں رکھتے ہیں۔حانی وشہ مرید کا ہیرو شہ مرید نہا یت حسین وجمیل ، بہادر، سیرو تفریح کا شوقین اور شعر وشاعری سے شغف رکھتا ہے دوستین اپنی بہادری میں یکتا تھا۔ بیبرگ وگراناز میں بیبرگ کا سراپاشاہین روحی بخاری یوں بیان کرتی ہیں۔

''اس کا چہر ہ اتنا روشن اورشاداب تھا کہ مدمقابل اپنے چہرے کا عکس اس کے چہرے پر
دیکھنے کی کوشش کرتا رخساروں پر سرخی کا عالم ۔۔۔آنکھیں کشادہ اور کالی سیاہ تھیں۔۔۔
سولہ برس کی عمر میں ہی کڑیل جوان لگتے تھے۔''(۲)

بیبرگ اور کنوراودے بھان میں مردانہ وجاہت جیسی خوبیوں کے علاوہ عمروں میں بھی مماثلت ہے۔ دونوں پندرہ یا سولہ برس کے تھے ہیرو کے کردار کے لیے یہی صفات درکار ہیں جو بلوچی داستانوں کے مرکزی کرداروں میں تھیں۔ ان میں سردار چا کر کا بیٹا شا ہدا د ہویا للہ، دوستین ہو یا عزت ومست تو کلی ، سب میں کوئی نہ کو ئی خوبی ایسی تھی جس نے اسے ہیر و کا مقام دیا ۔ پشتو داستان مو من خان شیرنیومیں مرکزی کردار مومن خان نہ صرف بہادر تھا بلکہ اس کے اچھے کردار کی وجہ سے اسے پسند کیا جاتاتھا فتح خان کو جری وبہادر جیسے القابات اس کی بہادری اور دلیری پر دیئے گئے تھے۔

ہیرو کے کردار کی مقبولیت کی وجہ ایک اور کردار بھی ہے جس کے حصول کے لیے وہ مشکلات جھیلتا ہے، حالات کا مقابلہ کرتا ہے اوراسے پاکر ہی دم لیتا ہے وہ کردار داستان کی ہیرو

ئن ہے کہانیوں میں ہیرو اور ہیروئن کے کرداروں کوتمام خوبیوں کا مجسم پیکر بنا کرپیش کیا جاتا ہے تاکہ لوگوں میں پسند کیے جائیں ۔ ہیروئن کا ایک جیسا کردار تراشنے میں بھی اردو کی عشقیہ داستانیں اور یہاں کی داستا نیں ایک ہی مرکز پر ہیں فسانہ عجائب کی انجمن آراکے حسن کا تذکرہ ایک توتے کی زبانی سن کر جان عالم اس کی تلاش میں نکل پڑتا ہے۔ راجہ دشمنت شکنتلا کے تیکھے نقوش دیکھ کر اس سے گندھرب ہوا(خفیہ شادی) کرلیتا ہے مذہب عشق کی بکا ولی کے رنگ وروپ سے زمین وآسمان پر نور، نازک لب، نرگسی آنکھیں، ہلال کی مانند ابرودیکھ کر تا ج الملو ک بھی غش کھا کرگرجاتا ہے ، ماوھونل اور کام کندلا کی ہیروئن مادھونل بھی حسن میں کسی سے پیچھے نہیں ، گل ترکی مانند لب، نرگسی آنکھیں ، زنجیر جیسی زلفیں ، مویتوں کی لڑی جیسی آنکھیں دیکھ کر کر ہر ایک فدا ہو تا ۔ عجائب القصص کی آسمان پری بھی حسن کا مرقع ہے جس کے حصول کے لیے ہیرو دردر کی خاک چھانتا ہے یہی صورت حال یہاں کی داستانوں کی بھی ہے ۔ شہ مرید کی ہیرو ئن حانی اپنے گاوں کی خوبصورت ترین لڑکیوں میں سے تھی اس کے حسن کے چرچے سن کر سردار چاکرنے اسے اپنا نے کی ٹھان لی۔ مست توکلی کی محبوبہ سمو قدرت کا شا ہکار اور حسن مجسم تھی۔ ماہناز کا بے پنا حسن ہی تھا جس نے مرگو (ماہنا ز کی سوکن) کے ہوتے ہوئے شاہدا د کو دیوانہ بنا ئے رکھا۔ مہرک بھی حسن ودلکشی کا شاہکارتھی جس نے عزت جیسے بلند پا یہ شاعر کو نگرنگر گھومنے پر مجبور کیا تھا۔ برا ہوی زبا ن کی عشقی مثنوی "ماہ گل" کی ہیرو ئن ما ہ گل کی حسن کے تصویر مصنف یوں کھینچتا ہے کہ تو اس قدر حسین ہے کہ جب کوئی بدصورت چند لمحوں کے لیے تیرے قریب بیٹھ جا ئے تو اس کا حسن بھی نکھر جا ئے گا پشتوداستان کی رابعہ کے حسن کی وجہ سے ہی اسے "ژرہ بلبلا" (زرد بلبل) اور "دکلا پہ سر کوترے" (قلعہ کی دیوار کی کبوتری)کہا جاتاتھا یہاں کی داستانوں میں مرکزی کرداروں کا حسن قدرتی حسن ہے جس پر پہاڑوں اورمیدانوں پر چلنے والی تندوتیزہواوں یا سورج کی کرنوں کا کو ئی اثر نہیں ہوتا ۔

داستان کی عمومی فضاایک سی ہوتی ہے چا ہیے وہ اردو کی ہوں یا یہاں کے قبائل کی ، لکھنے والوں نے کردار نگاری کرتے وقت ایک جیسے تجربات کیے ہیں حالانکہ دو مختلف خطوں سے تعلق کی بنا پر کرداروں کو ایک دوسرے سے مختلف ہونا چاہیے لیکن ایسا نہیں ہے دونوں طرف کی داستان کے کرداروں میں کافی حد تک مماثلت ہے ہرداستان میں کہانیاں مثبت اور منفی کرداروں سے لیس ہیں۔ مثبت کردار مرکزی کرداروں کی مدد ورہنمائی کرتے ہیں ۔ یہ مدد گار کردار انسانوں کے روپ میں بھی ہیں اور جانوروں کے روپ میں بھی ۔ قصوں میں بسا اوقات ایک موڑا یسا بھی آتا ہے کہ مرکزی کردار وقتی طورپر ایک دوسرے سے علیحدہ ہوجا تے ہیں ایسے میں داستان نگار کہا نی میں مددگار کردار داخل کرتا ہے جو مرکزی کرداروں کو ایک کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے اس قسم کےکردار اردو کی داستانوں میں بھی ہیں اور بلوچستان کی تینوں زبانوں کی داستانوں میں بھی یہ کردار زیادہ تر نا مہ بر کی صورت میں حال احوال سے باخبر رکھتے ہیں۔ قدیم عہد میں خط وہ واحد ذریعہ تھا جس سے دور رہنے والے ایک دوسرے کو اپنی خیریت سے آگاہ کرتے تھے۔ داستانوں میں خطوط رسانی کا کام ہیرو یا ہیروئن کے راز دار کردارکرتے ہیں۔ سلک گوہر میں ملکہ گوہر آرا اپنی ہم راز ماہ روکے ذریعے ماہ ساطع شاہ روس کے پاس محبت کا پیام دے کے بھجواتی ہے۔ فسانہ عجائب میں جب ملکہ مہر نگار کو ایک بادشاہ اپنے محل میں قید کرتا ہے۔ تو وہ طوطے کو خط دیتی ہے جو جان عالم تک پہنچا دیتا ہے ان پیغام رسانیوں سے کہانی کی کڑی سے کڑی ملتی ہے اور داستان کا سفر آگے کو بڑھتا رہتا ہے۔ اس نکتے کو یہاں کی داستانوں کے تناظر میں دیکھا جا ئے تو ملتی جلتی صورت حال نظر آتی ہے ۔ تینوں زبانوں کی کہانیوں میں ایسے کردار موجود ہیں جو دو تڑپتے دلوں کی فریاد ایک دوسرے تک پہنچا نے کا کام کرتے ہیں پشتو داستان موسیٰ خان گل مکئی سے مماثلت کی مثال ملاحظہ ہو:

’’موسیٰ خان جب فراق کی انتہا ئی صعوبتوں سے تنگ آیا تو فوراًایک آنسووں سے بھراخط گل مکئی کے نام لکھا اور ایک بڑھیا کے ہاتھ اسے بھجوایا ۔ گل مکئی نے بھی دل کا

خون پخوڑکر ایک درد انگیز جواب لکھا اور اس میں موسیٰ خان سے اپنی محبت کی پائیدا ری کا وعدہ کیا۔‘‘(۳)

اس اقتباس سے ایک سوال ابھرتا ہے کہ داستانوں میں پیغام رسانی کاکام پیرزال سے ہی کیوں لیا جاتا ہے ؟اس کی دو وجوہات ہیں پہلی وجہ تو بوڑھے افرادہمیشہ سے عزت واحترام کے قابل رہے ہیں ان پر شک کا گمان نہیں ہو سکتا ۔ اور دوسری وجہ ایسے موقعوں پر جب مرکزی کرداروں کے اہل خانہ انہیں ملنے نہ دیں قیدوبند میں رکھیں تو کشیدہ حالات کے باوجود بزرگ افراد کا آنا جانا بلاروک ٹوک ان گھرانوں میں رہتا ہے۔ یہی وہ سہل ذریعہ ہے کہ جس سے مرکزی کرداروں کا حال دل ایک دوسرے تک پہنچ سکتا ہے فتح خان ورابعہ میں فتح خان ایک شخص کے ہاتھ رابعہ کو ساتھ چلنے کا پیغام دیتا ہے ۔ بلوچی داستان بیبرگ وگرانا ز میں گراناز اپنی ہم راز سہیلی خانم کے ذریعے بیبرگ کو پیغام پہنچا تی ہے۔ دوستیں وشیرین کے معاشقہ میں ہرات جانے والا تاجر شیرین کاخط دوستیں تک پہنچا تا ہے ۔ کیا وصدو کی جدا ئی ختم کرنے میں ایک کبوتر کردار ادا کرتا ہے جوصدو کاخط کیا تک پہنچا تا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قصوں میں اس گم گشتہ کردار کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟ اس کردار کی تخلیق کی وجہ خود عشق کا جذبہ ہے جو ان داستانوں میں کا رفرما ہے وصل وفراق اس جذبے کےساتھ لازم وملزم ہیں۔ لہٰذا ان کرداروں کو بچھڑنے کے بعد دوبارہ ملانے کا کوئی ذریعہ ہونا چاہیے۔ لہٰذا داستان نگار ایک ایسا کردار تخلیق کرتا ہے جو ان دونوں کے ملاپ کا سبب بنے اور اس قسم کے کرداروں کی مثالیں دونوں طرف کی داستانوں میں موجود ہیں۔

منفی کردار کہانیوں کے لیے لازمی ہیں۔ جن کا اہم فریضہ مرکزی کرداروں کے لیے جگہ جگہ رکا وٹیں کھڑی کرنا ہے یہ کردار مرکزی کرداروں کی طرح اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ داستان کے اختتام تک ان کا سامنا دیگر کرداروں کے ساتھ ہوتا ہے داستانوں میں اس کردار کی شمولیت کے حوالے سے اردو اور یہاں کی داستانوں کی داستانوں میں کافی حد تک مماثلت ہے۔ باغ وبہارمیں خواجہ سگ پر ست کے دونوں بڑے بھا ئی انتہائی خودغرض اور لالچی ہوتے ہیں جو قدم قدم پر اس کے لیے مشکلات پیدا کرتے ہیں مذہب عشق کے منفی کردار شہزاد ے کے اپنے سگے بھائی ہوتے ہیں جو اسے گل بکا ولی سے محروم کردیتے ہیں ماوھونل وکام کندلا میں صورت حال کچھ مختلف ہے یہاں کوئی ایک فرد نہیں بلکہ پورا شہر ہی مادھونل کی خوبصورتی کی وجہ سے اس کے خلاف ہوجاتا ہے اور راجہ سے اس کی شکا یت کرکے شہر بدر کروادیتے ہیں ۔ آرائش محفل میں منفی کرداروں کی بھر مار ہے جو حاتم طا ئی کو مہمات سر کرنے میں تنگ کرتے ہیں ۔ بلوچی داستان شاہدا دو ماہناز میں مرگو منفی کردار ہے جو شاہداد کو ماہنا ز کے خلاف بھڑ کا کےطلاق دلواتا ہے للہ وگراناز میں قبائلی دشمنی کے دوران دونوں کی علیحد گی کی وجہ گراناز کے وہ رشتے دار ہیں جو اسے بتا تے ہیں کہ للہ جنگ میں پیٹھ دکھا کے بھاگ گیا ہے برا ہوی مثنوی ماہ گل میں اس کی پڑوسن ایک ایسا کردار ہے جو ماہ گل کو شو ہر کے خلاف بھڑ کا تی ہے اور شوہر کی بجا ئے شیر جان کے ساتھ ملنے کا مشورہ دیتی ہے۔ یہیں سے اس کی بربادی شروع ہوجاتی ہے۔ پشتوداستان فتح خان ورابعہ میں فتح خان کا دوست کرمی منفی سوچ کا حامل کردار ہے۔ جو فتح خان کو محل چھوڑنے اور ہندوستان کوچ کرنے پر اکسا تا ہے موسیٰ خان وگل مکئی کی داستان عشق میں گل مکئی کا چچا ز اد سہیل خان جو موسیٰ خان کو ہمیشہ سے اپنا حریف سمجھتا تھا اوراسے قتل کرنے کی سازشیں کرتا رہتا تھا یہ کردار مرکزی کرداروں کے متضاد ہوتے ہیں کہانی کے وسط سے اختتام تک حصہ لیتے اگر یہ کہا جا ئے کہ منفی کرداروں کی بدولت داستانیں قبولیت حاصل کرتی ہیں تو غلط نہ ہوگا کیونکہ جتنے داو پیچ یہ کردار کھیلتے ہیں ۔ ہیرو یامرکزی کردار ان سے نکلنے کے لیے اتنے ہی راستے نکالتے ہیں۔

کردار نگاری کے حوالے سے داستانوں کی قضایکھی جا ئے تو مرکزی کرداروں کے علاوہ بہت سے ایسے ضمنی کردار ہوتے ہیں۔ جو کہانی شروع ہونے کے ساتھ ساتھ نمودار ہوتے ہیں اور اختتام تک پہنچتے غائب ہوجا تے ہیں قصوں میں ان کا ظہور لازمی ہے کیونکہ داستانوں میں ضمنی کہانیاں شامل ہوتی جاتی ہیں لہٰذا ہر کہانی کے لیے نت نئے کردار تراشے جاتے ہیں

ایسے کرداروں میں ہیرو کے دوست، ہیروئن کی سہیلی ، رشتہ دار ، فقیر ، غلام ، لونڈی ، درباری ، بزگر، جرواہا ، ڈوم، رقاص، گوئیے، جوگی وغیرہ ان کرداروں سے ایک طرف تو قصوں میں رنگا رنگی آتی ہے تو دوسری طرف قصوں کو طول دینے میں بھی مدد ملتی ہے ۔ ایسے کردار اردو کی عشقیہ داستانوں میں بھی ہیں اور بلوچستان کی تینوں بڑی زبانوں کی داستانوں میں بھی ہیں۔ اردو داستانوں میں بالخصوص درباری ، سوداگر ، گانے والے، ناچنے مالے، فقیر ، جوگی ، مالن، کوتوال، وغیرہ ضمنی کرداروں کے ذیل میں موجود ہیں جب کہ یہاں کی داستانوں میں چراوہا ، ڈم، کسان، تاجر، لوہار، قاضی، درویش، درزی، ترکھان، فقیر وغیرہ قصے کوبڑھانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں ان کرداروں کی مماثلت سے ایک بات طے ہے کہ دونوں طرف کے لکھنےوالوں کے ذہن میں کہانی کے کرداروں کا خاکہ ایک ہے۔

داستانی فضا میں تجسس کا مادہ ہو تو کہانی کا لطف دو بالا ہوجاتا ہے یہ تجسس پیدا کرنے کے لیے کچھ ایسے کرداروں کی تخلیق ضروری ہے جو تمام کرداروں سے مختلف ہوں، ان کے افعال دیگر کر داروں کے لیے تحیر کاباعث ہوں عشقیہ داستانوں میں مافوق الفطرت عناصر دیگر کرداروں کے ساتھ کہانیونمیں موجود ہیں۔ ان دیکھی دنیا کے یہ انو کھے کردار تراشنے کے لیے ایسے الفاظ چنے جاتے ہیں جن سے خوف کا عنصر پیدا ہوتا ہے ۔ جن ، دیو، چڑیلیں، وغیرہ ایسی کر یہہ شکل کی ہو تی ہیں جو پہلے نہ دیکھیں نہ سنیں ہرداستان نگار کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ قصے میں ان مافوق الفطرت عوامل کو شامل کریں جو کسی اورداستان میں نہیں ہیں۔ عجائب القصص میں دیووں کے سردار شمعون بن میمون کا جاندار کردار ہے جس کے تابع ہزاروں جن ہوتے ہیں ۔ بتیال، پچیسی جو پچیس مختصر قسم کی کہانیوں پر مشتمل داستان ہے۔ اس کے مرکزی کرداروں میں راجہ بکرما جیت اور ایک بیتال یعنی بھوت ہے آرائش محفل کے سات سوال سات کہانیاں ہیں۔ ان میں ہر کہانی میں مختلف النوع مافوق الفطرت عناصر شامل ہیں تیسرے سوال کے جواب میں ایک ایسے ہی جانور کاذکر حید زبخش حیدری کرتے ہیں ؛

> ’’وہ جانور آتے وقت نطر آیا کہ ایک پہاڑ ساچلا آتا ہے ۔ جب نزدیک آیا ، حاتم نے پھچا نا کہ اس جانور کا نام سمن ہے ۔ آٹھ پانو اورسات سررکھتا ہے؛ ایک سر ہاتھی کا سا ہے اور چھ سر شیر کے سے ، چنا ں نچہ جو سر کہ ہاتھی کی شکل ہے، اس میں تو آنکھیں ہیں۔‘‘(۴)

اس قسم کی عجیب وغریب مخلوق کسی دوسری داستان میں موجود نہیں لیکن اس کردار کو تخلیق کرنے میں داستان نگار نے مہارت کا ثبوت دیا جو دو مختلف جانوروں سے مشا بہت رکھتا ہے اسی طرح مذہب عشق میں ایک دیو ایسا بھی ہوتا ہے جو سامنے دیکھنے سے پہاڑ نظر آتا ہے قریب جانے پر اس کا قد مزید اونچا ہوتاجا تا ہے داستان میں اس دیو کی ایک بہن حمالہ بھی ہوتی ہے یہ دونوں بہن بھائی مل کر قدم قدم پر تاج الملوک کی مدد بھی کرتے ہیں اور گل بکا ولی تک رسا ئی میں رہنمائی کرتے ہیں لیکن یہی کردار تاج الملوک کے بھا ئیوں کے لیے مدد گار نہیں ہوتے یہاں کی داستانوں میں بھی ایسے عناصر کا ذکر موجود ہے براہوی داستانوں میں سب سے زیادہ ایسے کردار موجود ہیں۔ بلوچی اور پشتو داستانوں میں صرف نام کی حد تک تذکر ہ ہے۔ جب کہ برا ہوی داستانوں میں عملی طورپر یہ کردار کہانیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ بلوچی داستان عزت ومہرک میں چڑیل کا ذکر ہے جب قافلہ ندی کے کنارے پہنچتا ہے تو وہ پانی میں لمبے لمبے سیاہ بال تیرتے دیکھ کر خوفز دہ ہوتے ہیں اور سب کو بتاتے ہیں کہ ندی میں چڑیل ہےخوف کی علامت کے طورپر یہاں چڑیل کا ذکر کیاگیا ہے یہاں کی دیگر بلوچی وپشتو داستانوں میں ایسے عناصر کی زیادہ تفصیلات نہیں ملتیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کہانیوں کا تعلق اسی سر زمین سے ہے کسی اور دنیا سے نہیں لہذا دوسری دنیا کے کردار یہاں نظر بھی نہیں آتےاس لیے ان کا تذکرہ کثرت سے نہیں کیا گیا برا ہوی داستانوں میں ایسی بہت سی مثالیں ہیں جن میں جن ، دیو یا بلائیں شامل ہیں۔ ایک برا ہوی داستان جس کا نام ہی " جا تو ہے" جسے براہوی میں ڈائن یا چڑیل کہتے ہیں۔ کہانی میں وہ جانوروں کے کلیجے حباتی ہے اور آخرمیں انسانوں کو بھی کھا جا تی ہے حتیٰ کہ پوار گاوں انسانوں سے خالی ہوجاتا ہے ایک اور داستان سو یتلی ماں میں بھی دیو کا ذکر ہے جس کی جان ایک طوطے میں ہوتی ہے۔ برا ہوی داستان لعل بادشاہ میں ایک ایسی بلا کا ذکر ہے

جس کے سات سر ہیں وہ روزگاوں کا ایک فرد کھاجا تی تھی اسے ختم کرنے لعل بادشاہ جاتا ہے محمد صلاح الدین مینگل اس بلا کا سراپایوں بیان کرتے ہیں۔

''لعل بادشاہ ام اہمت ان کا ریم ہلک زغمٹ نہ تینا کا ٹم تہ کشکا ۔ دارس ہر خانہ تہ خراب دابلا نا ہفت کاٹم او۔۔اسے کاٹم ، ایلو ایلو آخر بلا چٹ کرے۔''(۵)

ترجمہ: (اتنے میں لعل بادشاہ نے ہمت کی اور اپنے خنجر سے اس کا سر کاٹ ڈالا ، اس نے دیکھا اس کم بخت بلا کے سات سر ہیں کرتے کرتے ایک سر ، دوسرا سر آخر بلا کا کام تمام کردیا۔)

ایسے ، فوق الفطرت عناصر جن کے کئی کئی اعضا ہوں دونوں طرف کی داستانوں میں موجود ہیں اس طرز کے کرداروں پر ہند و انہ عقائد کے اثرات ہیں کیونکہ بھگوان کئی کئی اعضا کا مالک ہوتا ہے جو فطرت سے متصادم ہے یہ کردار طاقت کا مظہر ہوتے ہیں ہندو مت کے اثرات کی وجہ سے ایسے کردار تخلیق ہوئے ہیں۔ بلوچستان میں ہندومت نہیں ہے ۔لیکن مخلوط معا شرہ کے اثرات ضرورپا ئے جاتے ہیں یہاں کے مختلف علاقوں میں ہند و قوم اکثریت میں آباد ہے جن کے اثرات بر ا ہوی داستانوں میں آگئے ہیں۔

عشقیہ داستانوں کی دنیا رنگا رنگی سے بھر پور ہے اس رنگار رنگی میں ان کی کہانیوں کاانو کھا پن، نت نئے کردار، ان کرداروں کے اچھوتے نام اور ان کے مختلف افعال شامل ہیں داستانوں کی کش مکش میں مزیدا س وقت اضافہ ہوتا ہے جب ان کر داروں کے دوبہ دو وہ کردار آجاتے ہیں جو نہ انسان ہیں نہ جانور اورنہ ما فوق الفطرت عناصر بلکہ روز مرہ استعمال کی مختلف اشیاجو طلسم کے زورسے مختلف افعال سرانجام دیتے ہیں تو کہانی کالطف دوبالا ہوجاتا ہے اردو کی عشقیہ داستانوں اور یہاں کی داستانوں بالخصوص برا ہوی داستانوں میں بہت سی ایسی طلسمی اشیاء کو داخل کیا گیا ہے جو مشکل وقت میں مرکز ی کر داروں کی مد د کر تے ہیں ان میں جادوئی بال ، جادوئی ہنڈیاطلسمی دیگچی، کنگھی ،طلسمی اینٹ ، جادو ئی سرمہ طلسمی لاٹھی ، جادوئی بچھڑا ، جادوئی پھل ،طلسمی صند وق ، جادوئی گھوڑا، رومال ،چیونٹی کاپر ،شیر کےبال ،چراغ ، جوتے ،انمول ہیرا ، اڑان کھٹولا ،لوح طلسم ، سلیمانی انگشتری ، جادوئی مہرہ ۔ جادوئی پھول ، طلسمی دستر خوان وغیرہ ۔ یہ تمام غیر مجسم کر دار مافوق الفطرت عناصر کی طرح داستان کی ضرورت بن گئے ہیں ان میں فرق صرف اتنا ہےکے مافوق الفطرت عوامل مرکزی کرداروں کےلیے مشکالات پیدا کرتے ہیں جبکہ یہ اشیا ء ان کر داروں کی مد د ورہنمائی کرتے ہیں اردودا ستانوں کہانی رانی کیتکی اور کنو ر اودے بھان کی، عجائب القصص ، آرائش محفل، مذہب عشق ، فسانہ عجائب وغیر ہ میں ایسی بہت سی طلسمی اشیاءکا ذکر ہے جو مرکزی کر داروں کو مشکالات سے بچانے میں اہم کر دار ادا کر تے ہیں بر اہوی داستانوں میں ایسی اشیاء کا ذکر قصوں میں موجو د ہے انمول پر ی میں طلسمی جوتے ، چراغ اوردیگچی مر کزی کردارکی ہر قدم پر مد د کر تے نظر آتے ہیں ۔یہ اشیا ء کہانیوں کا رخ دلچسپ انداز میں دوسری جانب مو ڑ دیتے ہیں ۔ یہی عمد ہ کر دار نگاری کی نشانی بھی ہے۔ یہاں بھی اردو کی داستانیں اور بلوچستانی داستانیں مماثلت کے ایک ہی زینے پر ہیں۔

داستانوں میں قصہ درقصہ کی بدولت کرداروں میں متنو ع صورتحال نظر آتی ہے اگر کہانیاں قصہ درقصہ نہ ہوں تو لکھنے والے اس قدر کردار داخل نہیں کریں گے ۔ داستانوں میں طوالت کی ایک وجہ اس کے متنوع کردار بھی ہیں کہیں ایسا ہوتا ہے کہ قصے کو کرداراور کہیں کردار کو قصے پر فوقیت حاصل ہوجاتی ہے ۔ وہ اسطرح کہ بعض اوقات داستان طراز کے ذہن میں کچھ اہم کرداروں کا تصور ہوتا ہےتو وہ محض ان کرداروں کو وجود دینے کے لیے چند واقعات وضع کرکے قصہ کی شکل دےدیتا ہے ایسی صورت میں کرداروں کی حیثیت اولین ہوتی ہے۔ اس کے برعکس کبھی وہ چند اہم واقعات کو کہانی کی شکل دینے کے لئے اس کے مطابق بھی کردار تخلیق کرتا ہے داستانوں میں ایسے مقامات پرکردار صرف پلاٹ کو آگے بڑھانے اور پھیلا نے کاکام کرتے ہیں اسی لیے داستان اور کردار کا تعلق لازم وملزم ہے داستانی کردار زمان ومکان سے مربوط ہوتے ہیں ان کا تعلق ایک عہد اورمعاشرت سے ہوتا ہے جس میں وہ چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں داستان

نگار کرداروں کی زبانی ان کی سیرت کے مختلف پہلووں اوران کے اطوار کو سامنے لاتاہے۔ یہاں تک کہ وہ زندگی سے متعلق اپنا نقطہ نظر بھی کرداروں کی زبانی ادا کرواتا ہے یوں کرداروں کی تخلیق سے محض کسی عہد یا معاشرت کی عکاسی ہی نہیں ہوتی بلکہ لکھنے والے کے افکار وخیالات بھی قارئین پر آشکا ہوجا تے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر لکھنے والا دوسرے سے مختلف لکھنے کے باوجود قصوں کی ایک سی تصویر پیش کرتا ہے اس کی عموہ مثال اردو اوربلوچستانی داستانوں کے کرداروں میں مماثلت ہے ۔ دومختلف خطوں کے لکھنے والے ، مختلف معاشرت کے پروروہ ، مختلف انداز تحریر کے مالک جب اپنی تخلیقات سامنے رکھتے ہیں تو وہ فاصلوں سے ماورا ایک ہی تصویر کے دورخ نظر آتے ہیں۔

حوالہ جات

1- وجہی ، مُلا ، سب رس (یعنی قصہ حسن ودل) مرتبہ ڈاکٹر مولوی عبد الحق ، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، اشاعت ششم 2009،ص58

2- بخاری ،روحی، شاہین، شیر بلوچستان (اردو ڈارمہ)، کوئٹہ: بلوچی اکیڈمی، 1980 ،ص15،14

3- قزلباش ، کمیل ، علی ،ڈاکٹر(مرتب ومترجم پشتو لوگ کہانیاں) ،بلوچستان کی لوک کہانیاں ، اسلام آباد : لوک ورثہ کا قومی ادارہ ، نومبر،2015، ص159

4- دہلوی،حیدری،بخش،حیدر،آرائش محفل،مرتب،سیدسبط حسن، طبع دوم، لاہور: مجلس ترقی ادب، مارچ 2009، ص121

5- مینگل ،صلاح الدین ،محمد ،براہوی خلقی قصہ غاک ، اولیکوار،کوئٹہ :براہوی اکیڈمی، 1981،ص39